بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصریحات

بلدیاتی انتخاب
قومی اتحاد کے سربراہ اور اھلحدیث
بینات کی درازدستیاں

پاکستان کی تقریباً تمام سیاسی جماعتوں کی مخالفت کے باوصف مارشل لاء کی عبوری حکومت نے بلدیاتی انتخابات کا اعلان کر دیا ہے اور ملک بھر میں اس سلسلہ کی گہما گہمی کو بعض لوگ حکومت کی فتح اور سیاسی جماعتوں کی شکست سے تعبیر کر رہے ہیں۔

مگر ہماری رائے اس بارہ میں یہ ہے کہ اس سے حکومت کو کچھ زیادہ فوائد حاصل نہ ہو سکیں گے۔ بلکہ اس کے نتیجہ میں نقصانات کے احتمالات زیادہ ہیں، اس بناء پر کہ اس سے سیاسی جماعتوں اور خاص طور پر ان سیاسی جماعتوں کے درمیان جو نظریاتی اور فکری طور پر موجودہ حکمرانوں سے کافی حد تک قریب تر ہیں، اور حکومت کے درمیان تلخی، منافرت اور مخاصمت پیدا ہوگی اور اسی طرح عبوری حکومت ملک بھر میں اس سیاسی تائید سے محروم ہو جائے گی، جو کسی بھی جمہوری ملک اور مسائل سے دوچار اور بیرونی خطرات سے گھری ہوئی ریاست کے حکمرانوں کے لیے ناگزیر اور ضروری ہوتی ہے۔

دیگر ان انتخابات سے ملک کے باسیوں کے درمیان پہلے سے موجود کشیدگی میں اور زیادہ اضافہ ہوگا اور منتخب افراد کے کسی سیاسی پارٹی سے براہِ راست تعلق کے فقدان کی بناء پر اس کشیدگی پر قابو حاصل نہ کیا جا سکے گا اور نتیجۃً ملک مطلوبہ یکجہتی اور یگانگت کی جگہ

قارئین! دفتر ترجمان الحدیث کا نیا تبدیل شدہ پتہ دوبارہ نوٹ فرما لیں:

۲/۱ پاک بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور

شکست و ریخت سے دوچار ہوگا کہ جس کی اس وقت مملکت اور ملت کسی صورت بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔

اور پھر ایک ایسی حکومت جو عبوری دور کے لیے ہے، اور جو خالصتہً اپنے آپ کو اسلامی نظریاتی افکار کی حامل بتلاتی ہے اس بات سے کیسے بے خبر ہے کہ یکایک اس غیر متوقع انتخابی اعلان سے وہ لوگ کیسے آگے آسکیں گے جو اسلام دوست، نظریہ پاکستان پر یقین رکھنے والے اور ملک سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ جبکہ قومی اتحاد کے مسلسل مخالفانہ اعلانات کی بناء پر ایسے لوگوں کی اکثریت تذبذب، تردد اور گریز کا شکار ہے۔

ایسے حالات میں بہتر صورت یہی ہوتی کہ حکومت اس کشمکش اور محاذ آرائی سے گریز کرتی جس سے اس کے درمیان اور اس کے فکری، نظریاتی اور ماضی کے دوستوں اور مستقبل کے لیے تحفظ دینے والوں کے درمیان نااتفاقی اور عداوت پیدا ہونے کا امکان ہوتا۔

ہمارے نقطہ نظر سے سترہ نومبر کے عام انتخابات کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہے کہ ان کے انعقاد کی صورت میں ان پارٹیوں کے درمیان اتحاد اور اتفاق پیدا ہونے کی یقینی صورت موجود ہے جنہوں نے ۱۹۷۷ء میں اسلامی نظام، اخلاقی اقدار اور جمہوری روایات کے لیے بھرپور تحریک چلائی تھی اور آمریت کے ناقابل شکست بتوں کو پاش پاش کر دیا تھا کیونکہ ہمیشہ اتحاد کٹھنائیوں اور اوگھٹ گھاٹیوں کو عبور کرتے ہوئے ہی وجود میں آتے ہیں۔

اور عام انتخابات میں جب ایسے تمام لوگ پھر اس صورت حال سے دوچار ہوں گے جس سے ۱۹۷۷ء میں دوچار ہوتے تھے تو اتحاد اسی طرح لازمی ہوگا جس طرح پہلے ہوا تھا اور ہمارے نزدیک واقعاتی طور پر صورت اب بھی ویسی ہے جیسی تب تھی۔

اور موجودہ عبوری حکومت نے اسلام کے بارہ میں اپنی مداہنت اور معذرت خواہانہ پالیسی نیز امن عامہ کی درہمی برہمی اور انتظامیہ اور مہنگائی پر اپنے عدم اختیار و تسلط کی بناء پر عام انتخابات کے انعقاد اور جلد از جلد انعقاد کو اور ضروری بنا دیا ہے تاکہ حالات زیادہ بگڑنے اور مخالف اسلام اور آمریت کی دلدادہ قوتوں کے اور زیادہ زور پکڑنے سے پہلے ہی زمام اختیار درست اور توانا ہاتھوں میں منتقل ہو جائے۔

---

۴ ستمبر کے اخبارات کی اطلاع کے مطابق قومی اتحاد کے سربراہ نے اہلحدیث حضرات پر طعن توڑا ہے کہ ان کے نزدیک عام انتخابات تو گناہ اور شریعت کے خلاف ہیں لیکن مارشل لاء

کے ایماء سے منعقد ہونے والے بلدیاتی انتخابات کیسے جائز اور شریعت کے مطابق ہو گئے کہ ان کے امیر نے ان میں بھرپور حصہ لینے کا اعلان کیا ہے؟"

تقریباً یہی بات بصورت دیگر انھوں نے رمضان مبارک کو لاہور میں ایک جگہ خطبہ جمعہ دیتے ہوئے کہی۔ اور اس سلسلہ میں جماعت اور مسلک کی ایک برگزیدہ شخصیت حضرت مولانا سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور جمعیت کے موجودہ امیر اور راقم الحروف کا نام لے کر بھی کہی کہ اگر انتخابات غیر شرعی ہیں تو ان حضرات نے سابق میں ایسے انتخابات میں کیوں شرکت کی؟

اس کا اصل جواب تو شاید وہی لوگ دیں گے جو ان کے مخاطب ہیں۔ ہم اس موقعہ پر قومی اتحاد کے سربراہ سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کا روئے سخن اگر افراد کی طرف ہی سے ہے تو بہتر ہے کیونکہ یہ اہلحدیث جماعت کے کسی بھی دھڑے کا متفقہ فیصلہ نہ تھا نہ ہے کہ اہل حدیث کانفرنس لاہور کے عظیم الشان اجتماع میں راقم نے برسر منبر انتخابات کو ضروری اور ان کے انعقاد کا مطالبہ کیا تھا اور اسے ملک کے تقریباً تمام اخبارات نے نمایاں طور پر شائع بھی کیا تھا۔

وگرنہ کیا جناب مفتی صاحب اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ اوقاف کے وہ علماء جو انتخابات کے التواء کے حامی اور اسے غیر شرعی قرار دینے میں پیش پیش ہیں، وہ خود ان کے اپنے مکتب فکر اور ان کے اپنے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، اور ان کے گھر کو اپنے چراغ ہی سے لو دینے کی فکر میں ہیں۔

لیکن ہم نے کبھی اس پر دیوبندیت اور حنفیت کی پھبتی نہیں کسی اور نہ ہی اسے روا سمجھتے ہیں۔

اس موقعہ پر اپنے احباب سے بھی کہنے کو دل چاہتا ہے کہ وہ راہ خدا ایسے موضوعات پر گفتگو سے پہلے کم از کم اپنی مجالس شوریٰ کہ جو ان کے بڑے اور با اختیار ادارے ہیں، ان سے بھی مشورہ مانگ لیا کریں ورنہ "شوریٰ" کا لفظ ہی بے معنی ہو کر رہ جائے گا۔ اور سبکی الگ!

اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو سکوت اور خاموشی بھی اس کا علاج اور بصورت علاج بن سکتی ہے۔

من سکت سلم ومن سلم نجا!